ایک تحقیقی جائزہ

دورنگی

از قلم

فقیر مراد شاہ وارثی

یکے از مطبوعات
- آستانۂ عالیہ وارثیہ چھپر شریف -

یا وارث
حق وارث

حضرت خواجہ
سید عنبر علی شاہ
وارثی چشتی اجمیری
رحمۃ اللہ علیہ

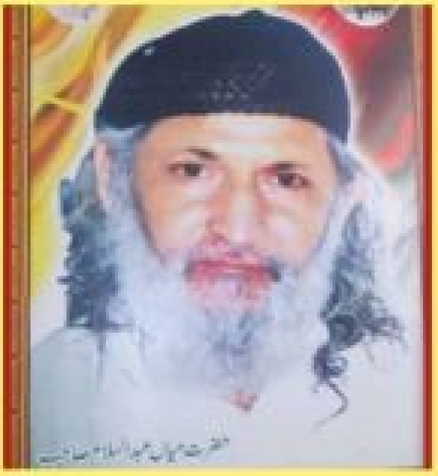

حضرت سید
عبدالسلام
عرف میاں بالکا ابوبکر
رحمتہ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

عرفانِ سلسلہِ وارثیہ قادریہ

ایف بی گروپ

عرفان سلسلہ وارثیہ قادریہ کی ایک بہترین کاوش
وارثی کتب اب پی ڈی ایف میں آپ سب وارثیوں کے لیے۔
منجانب : رمیز احمد وارثی
جو لوگ سلسلہ کی کتب جو پی ڈی ایف والی پڑھنا چاہتے ہیں
تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔

923101157013

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دورنگی

پس منظر:

سوشل میڈیا پہ وارثی احباب کے مختلف گروپس بنے ہوئے ہیں۔ ان گروپس میں کافی عرصہ سے کچھ صاحبان ایک لفظ کا استعمال عام کر رہے ہیں اور وہ ہے دورنگی۔ ان کے اعتراضات اور بحث مباحثہ سے بے شمار وارثی بھائیوں کی دل آزاری ہو رہی ہے۔ میں اپنی ذاتی مصروفیات، معمولات اور طبعی رجحانات کی بناء پہ میڈیا کی ابحاث میں کبھی نہیں پڑا۔ کیونکہ وہاں تنقید برائے تنقید کرنے والے شرارتی ذہن کے لوگ زیادہ ہیں اور تنقید برائے اصلاح کرنے والے اور تعلیم و تربیت اور سبق حاصل کرنے والے احباب بہت کم ہیں۔ اسی لئے سب کچھ دیکھنے، سننے اور سمجھنے کے باوجود خاموشی سے گوشہ نشینی ہی میں عافیت خیال کرتا ہوں۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

عصر حاضر میں ایک عجیب مزاج بن گیا ہے اور ٹرینڈ چل نکلا ہے کہ دوسروں کو تکلیف دے کے، ان کی دل آزاری کر کے، ان کو سب کے سامنے ذلیل و رسوا کر کے، شرمندہ کر کے اپنی انا کی تسکین اور مسرت کا سامان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ دوسروں کو وارثیت اور محبت کا درس دینے والے خود یہ بھول جاتے ہیں کہ سرکار وارث

پاک عالم نوازؒ نے تمام وارثیوں کو اپنی اولاد اور ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔ اور اپنے بھائی کی کسی غلطی پہ ان کو شرمندگی سے پہلے معاف کر دینے کی تعلیم دی۔

ذرا سوچیں کہ یوں اپنے پیر بھائیوں کو اور اپنے ایسے بزرگوں کو کہ جن کا اس زمانہ میں عالمِ فقر میں کوئی ثانی نہ تھا ان کو سرِعام نشانۂ تنقید بنانا یہ کہاں کی دانائی ہے؟ چھپر شریف اور فقیر عزت شاہ صاحب کا نام آتے ہی بھڑک اٹھنا کیا اس طرح آپ کا قد ان سے زیادہ بڑا ہو جائے گا؟ نیز آپ کے اس فعل کو آپ کی نا سمجھی کہا جائے یا ان بزرگ اور جید فقراء کی تذلیل کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ قرار دیا جائے؟ بقول شخصے:

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

دیوۂ ثانی (بقول پنڈت الف شاہ صاحبؒ) کے بانی شبیہہِ وارثِ عالم نوازؒ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ اور مداحِ حبیب ﷺ حضرت قبلہ ابر شاہ وارثیؒ جیسی عظیم ہستیاں عصر حاضر میں کون ہیں؟ کوئی ایک بھی ایسی مثال ہے تو اسے سامنے لائیں۔ بجائے اس کے کہ ان کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا جائے الٹا ان کو میڈیا پہ نشانۂ طنز و تنقید بنایا جا رہا ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کیا یہی وارثیت رہ گئی ہے کہ ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچی جائیں اور ایک دوسرے کی سربازار تذلیل کی جائے؟

اس دوران بے شمار احباب نے مجھے فون کئے اور پیغامات بھجوائے کہ یہ روش ٹھیک نہیں اس کا جواب دیں۔ لیکن میں نے مسلسل چپ سادھے رکھی کہ شاید یہ احباب خود ہی سمجھ جائیں اور ایسے معاملات کو میڈیا پہ نہ اچھالیں اور بزرگوں کی ذات میں کیڑے نکالنے اور ان کی خطائیں پکڑنے کی بجائے اپنی سوچ، سمجھ اور فکر کی اصلاح کریں اور اصل معاملہ کی تحقیق کر لیں۔ بقول شیخ سعدیؒ:

خطائے بزرگاں گرفتن خطا است

نیز مجھے ان بھائیوں کی ناسمجھی، کم عقلی اور کج فہمی کا گلا شکوہ نہ کرنا پڑے۔

میں تو اس واسطے چپ ہوں کہ تماشا نہ بنے
تو سمجھتا ہے مجھے تجھ سے گلا کچھ بھی نہیں

ہمارے حلقۂ احباب نے کافی عرصہ امن، سکون، صبر اور تحمل کا مظاہرہ کیا لیکن افسوس کہ یہ طوفانِ بدتمیزی تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اور اب تو تنقید کی حدوں کو پھلانگتے ہوئے سراسر بدتمیزی، بدتہذیبی، بے ادبی، گستاخی اور اوچھے پن کی انتہا کو چھونے لگا ہے۔ وہ وہ صاحبان کہ جنہیں نہ دین کا پتہ ہے، نہ شریعت کا، نہ طریقت کی خبر ہے، نہ وارثیت کی وہ جید فقراء کو نشانۂ تنقید بنا رہے ہیں۔ ان احباب کی زندگیوں اور ان کے اعمال و افکار کے تضاد سے کون واقف نہیں۔ انہیں سب سے پہلے تو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیئے پھر کسی اور پہ اعتراض کرنا چاہیئے۔ ہم بھی ان پہ تنقید اور تبصرہ کر سکتے ہیں لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہمیں ہمارے مرشدِ کریم اور ہمارے رہبر و رہنما اور اساتذہ اور والدین نے یہ نہیں سکھایا۔ ہمیں یہی بتایا گیا ہے کہ کسی کا پردہ چاک کرنا، کسی کو ننگا کرنا، کسی کی عیب جوئی کرنا، کسی کی تذلیل کرنا یہ شیطانی عمل ہے رحمانی عمل اور طریقۂ سلف صالحین ہرگز نہیں ہے۔ رحمٰن کی صفات ستار العیوب اور غفار الذنوب ہیں۔ ہمیں ان پہ عمل پیرا ہونا ہے۔ لہٰذا ہم اس تحریر میں کسی بھی فرد کا نام لئے بغیر اصل مسئلہ کی وضاحت اور تفہیم کی کوشش کریں گے تاکہ ایک تو کسی بھی ناقد کی دل آزاری نہ ہو کہ وہ بالآخر ہمارے ہی بھائی ہیں اور دوسرا ان کی غلط فہمی دور ہو جائے اور وہ آئندہ ایسی تنقید و تعریض سے باز آ جائیں اور سرکار حضور

وارث عالم نوازؒ کے درسِ محبت واخوت اورادب آداب کو سمجھیں اوراپنے دل و جان میں بسالیں۔ کیونکہ

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اب ٹرسٹ آستانۂ عالیہ وارثیہ چھپر شریف کے منتظم اعلیٰ جناب ملک شہباز وارثی اور ممبران ٹرسٹ ناظم کمبوہ وارثی (گگومنڈی) اور جناب علامہ حافظ نثار وارث وارثی (اوکاڑہ)، ملتان شریف سے قبلہ ابرشاہ صاحب کے صاحبزارے جناب حاجی محمد انوروارثی، انجمن وارثیہ ملتان کے صدر جناب حاجی محمد احتشام وارثی (قبلہ ابرشاہ صاحب کے پوتے) اوران کے صاحبزادے عزیزم سلمان وارث وارثی، راولپنڈی سے جناب میاں نعیم الدین احمد شاہ وارثی، مدثر رضا وارثی اور برادرم قاضی افضل حق وارثی، قاضی انعام وارث وارثی، گوجرہ سے قبلہ نورشاہ صاحب کے صاحبزادے جناب تبسم رضا وارثی اور حاجی جاوید وارُثی (فیصل آباد) کے بے حد اصرار پہ بصد عاجزی وانکساری قرآن وحدیث اور تذکرۂ سلف صالحین سے اس موضوع پہ چند معروضات پیش کررہا ہوں۔ یہ نہ تو کسی سے مقابلہ ہے نہ مباہلہ، نہ بحث وتنقید ہے اور ہی کسی کی ناحق طرف داری۔ بلکہ ہمارا اصل مقصود وہ حقائق اوراسرار ہیں کہ جن سے عوام ناآشنا ہونے کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہیں اور اس مسئلہ میں الجھ کر فضول میں اپنا قیمتی وقت ضائع کررہے ہیں۔

دورنگی کا معنی ومفہوم:

دنیا کی کسی بھی زبان وادب کی کوئی بھی لغات اٹھا کے دیکھ لیں۔ دورنگی کا معنی ومفہوم، دورخی، دوغلا پن، دوبھیسیا پن، منافقت، مکاری، دوہری پالیسی، دو

مختلف حالتیں اور قول وفعل میں تضاد ہونا ہے۔ گویا ایسا شخص کہ جس کے ظاہر و باطن میں فرق ہو۔ ایک کے پاس ایک چہرہ لے کر جائے اور دوسرے کے پاس دوسرا۔

مزید آگے بڑھنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ ہم ذرا قرآن مجید فرقان حمید اور احادیثِ نبویہ ﷺ سے رہنمائی حاصل کریں کہ دورنگی کیا ہے؟ تو قرآن حکیم اور احادیثِ بنویہ ﷺ میں اللہ کریم اور رسول کریم ﷺ نے دورنگی کے لئے منافقت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اور منافقت کا ارتکاب کرنے والے کو منافق کا لقب دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں سورۃ البقرہ میں آیت نمبر ۸ تا ۲۰ میں منافقین کا ذکر آیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب منافقین کو کہا جاتا ہے کہ اللہ اور یوم آخرت پہ ایمان لاؤ تو وہ اہل ایمان کے سامنے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن وہ درحقیقت ایمان نہیں لائے ہوتے کیونکہ جب وہ اپنے شیطان ساتھیوں کے پاس علیحدگی میں جا کے ملتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ مومنوں سے تو ہم محض مذاق کرتے ہیں۔ یوں بظاہر وہ اللہ اور اہل ایمان کو دھوکا دیتے ہیں لیکن دراصل وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے۔ اور وہ اصلاح کرنے والے نہیں بلکہ محض فساد پھیلانے والے ہیں۔

اسی طرح سورۃ الصّف آیت نمبر ۲ اور ۳ میں ارشادِ ربانی ہے کہ ”اے اہل ایمان تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بات انتہائی ناپسندیدہ ہے کہ تم جو کہو وہ کرو نہیں۔“ یعنی تضاد بیانی اور منافقت کو اللہ عزوجل نے سخت ناپسند فرمایا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے روایت ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”منافق کی چار علامتیں

ہیں: ا۔جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔۲۔ جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔۳۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔۴۔ جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پہ اتر آئے۔''

یہ ہے قرآن وحدیث کی رو سے دورنگی۔ اکابر بزرگان اس کی شرح فرماتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ دورنگی کو ترک کردو اور خود کو ایسے ظاہر کرو جیسے تم اندر سے ہو یا پھر ویسے بن جاؤ جیسے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہو۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم بن یا سنگ ہو جا

قرآن وحدیث اور بزرگان سلف صالحین کی تعلیمات سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ ہر جگہ منافقت اور دوغلے پن کو دورنگی کہا گیا ہے۔ کپڑے کی دورنگی کہیں بھی کسی بھی محقق، مفسر، محدث نے قرار نہیں دی نہ مراد لی ہے۔ کیونکہ مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں میں لباس کئی رنگ کے پہننا پوری دنیا میں ہر جگہ ہر دور میں رائج رہا ہے۔ اب ہمارے وطن اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قومی پرچم کو ہی لیں تو یہ بھی سبز اور سفید دورنگ کا ہے تو کیا ہم اسے دورنگی (منافقت) کہہ کر رد کر دیں گے؟ یہی حال مختلف ممالک کے قومی لباسوں اور جھنڈوں کا ہے۔ اس لئے دورنگی کا یہ تصور بالکل غلط، من گھڑت اور بے بنیاد ہے۔ ایسی اصطلاح گھڑنا اور اسے عام کرنا خودنمائی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا احباب سے گزارش ہے کہ ایسی من پسند من گھڑت تشریحات کر کر کے عوام کو پریشان نہ کریں اور ان کے عقائد کو متزلزل نہ کریں۔

دوستو! عزیزو! مقامِ فکر ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ، انبیاء ورسل، صحابہ کرام،

اولیاءعظامؒ اور بے شمار صالحین دورنگ کے کپڑے نہیں پہنتے تھے۔اگر پہنتے تھے تو کیا ان کے اس عمل کو بھی معاذ اللہ دورنگی ہی کہیں گے؟

قبلہ ابرشاہ صاحب کا نصف احرام:

مداحِ حبیب حضرت ابر شاہ وارثیؒ (اصل نام اللہ دتہ بن مہر علی قادری) ۱۹۰۱ء میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔آپ ایک قادرالکلام معروف پنجابی صوفی شاعر تھے۔شہیدِ محبت قبلہ حیرت شاہ صاحب وارثیؒ سے آپ کے گہرے مراسم تھے جن کی بناء پہ وہ آپ کو مشاعروں میں شرکت کی دعوت دیتے۔اسی طرح ایک بار جالندھر میں ہی ایک مشاعرہ انعقاد پذیر ہوا جس میں لسانِ طریقت قبلہ بیدم شاہ وارثیؒ بطور میر مجلس مدعو تھے۔وہاں بیدم شاہ صاحب سے ابر شاہ صاحب کی پہلی ملاقات ہوئی۔ اس کے جلد ہی بعد ۱۹۲۴ء میں سرزمین جالندھر پہ ہی آپ نے قبلہ بیدم شاہ صاحب کے دستِ مبارک پہ سلسلہ وارثیہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔

۱۹۳۴ء میں قبلہ بیدم شاہ صاحب جالندھر میں آپ کے گھر ایک محفل میں تشریف لائے۔ اور دورانِ محفل آپ کو نصف احرام عطا فرمایا۔ جو قبلہ بیدم شاہ صاحب دیوہ شریف سے اپنے ساتھ لائے تھے۔اور وہ احرام دو چادروں پہ مشتمل تھا۔ایک زرد رنگ کا تہبند نیچے باندھنے کے لئے اور دوسری چادر جو اوپر اوڑھنے کے لئے تھی وہ نسواری (براؤن۔چاکلیٹی) رنگ کی تھی۔جس پہ ''یاوارث'' کا چھاپا لگا ہوا تھا۔اُسی وضعداری کو قائم رکھتے ہوئے آپ نے ہمیشہ اسی رنگ کا احرام استعمال کیا۔ اور جن چند اشخاص کو آپ نے احرام دیا ان کو بھی اسی رنگ کا احرام عطا فرمایا۔جن میں

اکبر شاہ وارثی (32/2L اوکاڑہ)، نور شاہ وارثی (گوجرہ)، افضل شاہ وارثی (52/2C اوکاڑہ) اورنور شاہ وارثی (سمیجہ آباد، ملتان) شامل ہیں۔

قبلہ بیدم شاہ صاحب نے احرام پوشی کے بعد آبر جو تخلص آپ استعمال فرماتے تھے وہی بطور فقیری نام ابر شاہ تفویض فرمایا۔ طالبین کو بیعت کی اور آگے احرام دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ انجمن وارثیہ جالندھر کی بنیاد رکھی اور آپ کو اس کا ناظم اعلیٰ مقرر فرمایا۔ اس موقع پہ قبلہ بیدم شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ جناب ابر کو ہماری جگہ سمجھو، آئندہ شاید دوبارہ ہماری ملاقات نہ ہو سکے۔ ۱۹۳۶ء میں قبلہ بیدم شاہ صاحب کا وصال ہوگیا۔

۱۹۴۷ء میں ابر شاہ صاحب ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے اور ملتان شریف میں قیام پذیر ہو گئے۔ یہیں پہ ۱۹۶۳ء میں ۶۳ برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوگیا۔ وہیں مدفن بنا۔ تقریباً اڑھائی سال بعد آپ کی قبر کشائی کی گئی تو احرام سمیت سبھی کچھ ویسے کا ویسا ہی نورانی حالت میں موجود تھا۔ یہ مقام تھا جس ہستی کا اگر آج ان کے لباس پہ اعتراض کیا جائے تو یقیناً اسے عصر حاضر کے افلاطونوں کی حماقت اور کم فہمی، ناسمجھی اور نادانی سے ہی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ہم کیا کیا کہیں۔

دیگر فقراء کی مثالیں:

سلسلۂ وارثیہ میں قدیم جید فقراء کے حالات پڑھیں اور ان کی تصاویر دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ اگرچہ پورا احرام رکھتے اور محافل ومجالس میں پہنتے تھے لیکن عام حالات میں یا گھر میں یا آرام کے وقت زرد تہبند کے ساتھ کسی دوسرے

رنگ کی چادراوپر اوڑھ لیتے تھے۔ ایک بات ذہن میں رہے کہ بخدا یہ بات ہم یہاں بطوراعلیٰ مثال کے پیش کررہے ہیں، ان بزرگ فقراء پہ تنقید یا اعتراض کے لئے بیان نہیں کررہے۔ حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ، فقیر بشارت شاہ وارثیؒ، قبلہ عنبر شاہ وارثیؒ، میاں نعیم الدین احمد شاہ وارثی مدظلہ العالی اور قبلہ ابر شاہ وارثیؒ کا خانوادہ راوی ہیں کہ قبلہ بیدم شاہ وارثیؒ چونکہ عیال دار تھے لہٰذا بعض اوقات گھر میں یا آرام کے اوقات میں زرد احرام اتار کر رکھ دیتے اور سادہ تہبند اور چادر اوڑھ لیتے۔ اور بعض اوقات زرد تہبند کے ساتھ نسواری چادر اوپر اوڑھ لیتے۔ اس کی تصدیق ان کی فقراء کے ساتھ ایک گروپ فوٹو سے بھی ہوتی ہے۔

اسی طرح میاں حیرت شاہ وارثیؒ صاحب، قبلہ عنبر شاہ وارثی صاحبؒ اور بابا محبت شاہ وارثی صاحبؒ بھی گھر میں اور آرام کے وقت احرام شریف کے تقدس کی وجہ سے اسے اتار کر سادہ تہبند اور چادر لے لیتے۔ ان ہستیوں کی تقلید کرتے ہوئے قبلہ عنبر شاہ وارثیؒ اور رفیق شاہ وارثیؒ کو تو میں نے خود دیکھا کہ وہ رہائش پہ اور آرام کے وقت مکمل طور پہ احرام شریف اتار کے لٹکا دیتے اور عام لنگی اور چادر لے لیتے۔ دیگر بہت سے احرام پوشوں کا بھی یہی طریقہ رہا ہے۔ جس کی تصدیق ان کی تصاویر سے بخوبی ہوتی ہے اور ان تصاویر کو ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔ دیوہ شریف میں میں نے بذاتِ خود اس امر کا مشاہدہ کئی احرام پوشوں کی رہائش گاہوں پہ ان سے ملاقات کے دوران کیا۔

اب بتائیں آپ کس کس احرام پوش فقیر کو رد کریں گے؟ نیز چاہئے تو یہ کہ سب کا نام لے لے کے ان پہ اعتراض کریں اور ان کی اصلاح کریں صرف ایک چھپر شریف کو نشانہ بنانا چہ معنی دارد؟ یہ تو گویا کوئی ذاتی دشمنی ہوئی۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کا معاملہ:

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ کا معاملہ بالکل جداگانہ ہے۔ ایک تو ان کے احوال و آثار پہ میرے چند ایک مضامین کے علاوہ کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے ان کے متعلق عوام میں معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ دوسرا حقیقت یہ ہے کہ آج تک اس ہستی کو کوئی پہچان ہی نہیں سکا۔ بمصداق ''ولی را ولی می شناسد'' جو ان کی پہچان رکھتے تھے وہ اس جہانِ فانی سے چلے گئے۔ جو باقی ہیں وہ سوائے ظاہری اندازوں، تخمینوں کے اور کوئی روحانی ذرائع نہیں رکھتے کہ ان کے مقام و مرتبہ کو پہچان سکیں۔ لہٰذا ان پہ اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔

حضرت کا آبائی نام عزیز احمد تھا۔ آپ ۹ نومبر ۱۹۲۵ء کو جہلم، پنجاب کے معروف قصبہ سنگھوئی میں حکیم صوبیدار قاضی محمد یوسف قادری سروریؒ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ پنجابی حافظ فقیر اکمل شاہ وارثیؒ کے بھتیجے تھے۔ ۱۹۳۹ء میں دیوہ شریف میں قبلہ اوگھٹ شاہ وارثیؒ کے دست حق پرست پہ سلسلہ وارثیہ میں بیعت ہوئے۔ بے شمار جید فقراء کو ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ ۸ مارچ ۱۹۵۶ء کو چھپر شریف (گوجر خان، راولپنڈی) میں قبلہ حیرت شاہ وارثیؒ نے آپ کو دو زرد چادروں پہ مشتمل نصف احرام دیا اور عزت شاہ فقیری نام تجویز فرمایا۔ ۱۹۵۹ء میں آپ کاتک کے میلہ میں شرکت کے لئے دیوہ شریف حاضر ہوئے تو جناب فقیر پنڈت الف شاہ وارثیؒ نے آپ کے احرام کی تکمیل فرمائی۔ ۷ ستمبر ۲۰۰۴ء چھپر شریف میں ہی آپ کا وصال ہوا اور وہیں آپ کا مزارِ پر انوار مرجع خلائق ہے۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ آغاز میں وہی دو زرد رنگ کی چادریں

بطور احرام شریف استعمال فرماتے رہے۔ جو انہیں قبلہ حیرت شاہ صاحبؒ نے عطا فرمائی تھیں۔احرام مکمل ہونے کے بعد بھی ان کا لباس یہی رہا۔دن رات سوتے جاگتے ان کا لباس یہی ہوتا۔آپ دیگر احرام پوشوں کی طرح رہائش پہ یا رات کو آرام کے وقت بھی کوئی دوسرا لباس نہ پہنتے بلکہ ہمیشہ ہر وقت ہر جگہ یہی لباس پہنتے۔زندگی بھر جب سے آپ نے احرام زیب تن کیا پھر کبھی اتارا نہیں اور نہ ہی کبھی زرد احرام کی جگہ کوئی دوسرا کپڑا یا لنگی یا دھوتی بطور تہبند استعمال کی۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب احرام ایک بار پہن لیا تو پھر اس کا اتارنا کیسا اب تو لباسِ زندگی بھی یہی ہے اور کفن بھی یہی ہے۔

پھر ہوا یوں کہ قبلہ حیرت شاہ صاحب اور دیگر بزرگ فقراء نے اصرار کیا کہ آپ قبلہ حافظ اکمل شاہ صاحبؒ کے مزار پہ مستقل قیام کریں اور اس کا انتظام و انصرام سنبھالیں۔ابتداً آپ نے بوجوہ اس سے معذرت کی لیکن پھر حلقۂ احباب کے اصرار بڑھنے پہ آپ کے آستانہ شریف کی خدمت کی ذمہ داری قبول فرمالی۔اب یہاں کئی قسم کی ذمہ داریاں آپ کو نبھانی پڑتیں۔مثلاً آستانہ کی تعمیر،عرس اور دیگر محافل کی تقریبات کا انعقاد اور اس کے علاوہ عام زائرین کے لئے روزمرہ کے اخراجات کا انتظام کرنا۔

حضرت کی شروع سے ہی یہ عادت اور فطرت بلکہ اصول تھا کہ آپ نے اپنے مرشدِ کریم وارثِ عالم نوازؒ کے حکم کے مطابق کبھی کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں فرمایا تھا۔ جو کچھ ہو سکتا تمام انتظام و انصرام خود فرماتے۔لیکن اب چونکہ اخراجات بہت بڑھ گئے تھے اور مانگنا بھی کسی سے نہیں تو آپ نے اس سلسلہ کو رواں دواں رکھنے کے لئے محنت مزدوری کا فیصلہ فرمایا اور اپنی آبائی زمین پہ کاشتکاری شروع فرمادی۔دن رات سخت محنت مشقت کر کے آپ نے آستانہ عالیہ کی تعمیر فرمائی اور

عرس مبارک کی شایانِ شان تقریبات کا اہتمام فرمایا۔

اگرچہ آپ نے یہ سب کام بحسن وخوبی سرانجام دیئے اور تمام وارثی حلقے اور فقراء اس پہ مطمئن اور مشکور و ممنون تھے۔ لیکن پھر بھی حضرت فرماتے کہ میرے دل میں یہ خلش موجود تھی کہ سرکار وارث پاک عالم نوازؒ نے تو فرمایا ہے کہ

☆ جو دنیا کے انتظام میں پھنستا ہے اس کے دل میں محبت الٰہی کی جگہ نہیں رہتی۔

☆ قانون فقر کی یہ اہم شق ہے کہ فقیر مس، نقرہ وطلاء وغیرہ کے سکوں کو نجس جانتا ہے۔

☆ روپیہ چھونے سے ہاتھ کالا ہوتا ہے اور اس کی محبت قلب کو سیاہ کرتی ہے۔

☆ زن، زر اور زمین میں جھگڑا ہے، ان کو چھوڑے تو آزاد ہے۔

☆ جس کے پاس دنیا کا سرمایہ نہ ہو وہ فقیر ہے۔

☆ دنیا کا مال واسباب جمع کرنا فقیر کے لئے حرام ہے۔

☆ فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

☆ فقیر کو چاہئے کہ وہ دنیا اور اسباب دنیا سے سروکار نہ رکھے۔

☆ فقیر کو نہ دوست کے لئے دعا کرنی چاہئے نہ دشمن کے لئے بددعا۔

☆ فقیر کو چاہئے کہ وہ تخت، مونڈھے، کرسی اور پلنگ پہ نہ بیٹھے۔

حضرت فرماتے کہ یہ سب کام جو سرکار حضور عالم پناہؒ نے اپنے فقراء کے لئے منع کیے ہیں لیکن ہمیں آستانہ کا نظام چلانے کے لئے کرنے پڑتے ہیں۔ تو ایک مکمل احرام پوش لنگوٹ بند فقیر کے لئے تو روپے پیسے کو ہاتھ لگانا، مال جمع کرنا، انتظامات کرنا وغیرہ کی ممانعت ہے۔ جبکہ نصف احرام پوش فقراء کے لئے بہت سی اجازتیں اور چھوٹ موجود ہے۔ اس لئے آپ نے سوچا کہ نصف احرام استعمال کیا جائے۔ لیکن پھر بھی آپ نے از خود یہ فیصلہ نہیں کیا

بلکہ کافی عرصہ رکے رہے اور سرکار حضور عالم پناہ کی طرف سے یا کسی جید بزرگ کی طرف سے اجازت کے منتظر رہے۔ اسی دوران غالباً ۱۹۶۱ء میں آپ خشکی راستہ سے حج کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ راستے میں جاتے ہوئے جب آپ کی بغداد شریف حاضری ہوئی تو وہاں حضور شہنشاہِ جیلانؒ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی کہ ہمارے مرشد کریم سرکار وارث پاک عالم نوازؒ کو بھی آپ کی بارگاہ سے زرد احرام عطا ہوا تھا تو اب میری بھی دستگیری فرمائیں یہ مسئلہ درپیش ہے تو میں اس کا کیا حل کروں تا کہ احرام پہ بھی حرف نہ آئے فقیری بھی قائم رہے اور ساتھ ہی ساتھ آستانہ اور مخلوقِ خدا کی خدمت کا کام بھی جاری رہے۔ چنانچہ حضور غوث الثقلینؒ کے خصوصی حکم سے اس وقت کے سجادہ نشین نے آپ کو طلب کیا۔ لنگر شریف میں آپ کی دعوت کا اہتمام کیا اور سرکار غوث پاکؒ کی بارگاہ میں اپنے ساتھ لے جا کر آپ کو پیش کیا اور نسواری رنگ کی چادر اپنے دستِ اقدس سے آپ کے اوپر اوڑھادی۔

یوں آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آپ کے توسط سے سلسلہ وارثیہ میں نصف احرام پوشوں کے لئے نیچے زرد تہبند اور اوپر بجائے قمیض، کرتہ، بنیان یا کوئی اور چیز پہننے کے نسواری رنگ کی چادر اوڑھنے کی اجازت باقاعدہ طور پہ بارگاہِ غوثیت سے عطا ہو گئی۔ اسی لئے آئندہ آپ نے تمام نصف احرام پوشوں کو زرد تہبند کے اوپر قمیض یا کرتہ پہننے سے منع فرمایا اور اوپر نسواری رنگ کی چادر اوڑھنے کو ترجیح دی۔ تا کہ سرکار حضور عالم پناہؒ کے احکامات کی حکم عدولی بھی نہ ہو اور نصف احرام کی بھی نشاندہی ہو جائے۔ اس میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ یوں قبلہ بیدم شاہ صاحبؒ کی عطا کردہ نسواری چادر اور قبلہ ابر شاہ صاحب کے عمل کی بھی تصدیق ہوگئی۔ اور آئندہ کیلئے سند قرار پائی۔

حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثیؒ بے شمار اعزازات، کرامات اور خدمات

کے حامل ایک کامل واکمل فقیر تھے۔ لیکن آپ شہرت اور ناموری کو پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ ہمیشہ خود کو پوشیدہ رکھا۔ اور اپنا کوئی روحانی راز افشانہ ہونے دیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے اپنے مشاہدات اور مکاشفات عام نہ ہونے دیئے۔ اسی وجہ سے اکثریت ان چیزوں سے ناآشنا ہے۔ لیکن آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف سے وابستہ پرانے لوگ کافی حد تک ان باتوں کو جانتے تھے۔ اب تو ان میں سے اکثر اس جہانِ فانی سے کوچ کر چکے ہیں۔ لیکن پھر بھی میاں نعیم الدین احمد شاہ وارثی صاحب، ڈاکٹر عظمت شاہ وارثی صاحب، ڈاکٹر تنویر شاہ وارثی صاحب اور حاجی محمد انور وارثی صاحب جیسے بزرگان اب بھی بقید حیات ہیں ان سے ان باتوں کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔

حاصلِ کلام:

میں اس مضمون کے آخر میں ایک بار پھر انتہائی معذرت کے ساتھ اس بات کا اعادہ کروں گا کہ میری اس تحریر کا مقصد نہ کسی کا مقابلہ ہے نہ مباہلہ، نہ کسی کی مخالفت اور نہ ہی کسی کو کوئی چیلنج۔ بلکہ اپنے پیر بھائیوں کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ایک ادنیٰ سی کوشش کی ہے کہ اصل حقیقتِ حال آپ کے سامنے رکھ دوں۔ تا کہ آئندہ کیلئے دورنگی کے اس مفہوم کو چھوڑ کر اصل دورنگی کی مذمت کی جائے اور اس سے بچنے کے لئے جہاد کیا جائے۔ محبت اور اخوت کے زبانی دعووں کی بجائے عملی طور پہ ایک دوسرے کی عزت کا خیال رکھا جائے اور ایک دوسرے کی برائیوں، کوتاہیوں اور کمی بیشی کو میڈیا پہ اچھالنے کی بجائے مل بیٹھ کر احسن انداز سے مسائل حل کئے جائیں۔

وما توفیقی الا باللہ۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

سلسلۂ وارثیہ کا پیغام

☆ آؤ اصلاح اور فلاح کی طرف۔

☆ آؤ ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے کی طرف۔

☆ قول و فعل کے تضاد کو ختم کرو۔

☆ حقیقی وضع داری اور رواداری کو اپناؤ۔

☆ اخوت و مساوات کو اختیار کرو۔

☆ اتحاد و یکجہتی کا پرچار کرو۔

☆ نفرتیں، کدورتیں، حسد، بخل کو مٹا دو۔

☆ سب سے محبت کرو۔

ان کا جو فرض ہے وہ اہلِ سیاست جانیں
میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

خاکِ درِ حبیب ﷺ

یکے از ادنیٰ غلام غلامانِ وارثِ عالم نواز قدس سرہ العزیز

فقیر مراد شاہ وارثی